www.emarsiya.com

پھر آج جوہرِ تیغِ زباں دکھاتا ہوں

درحال حضرتِ امام حسینؑ

تعدادِ بند.....۱۵۵

یہ مرثیہ میر نفیسؔ کی زندگی کا آخری مرثیہ ہے۔
اِس کے بارے میں نفیسؔ نے پیشنگوئی کردی تھی کہ یہ اُن کا آخری مرثیہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ اِس کی تصنیف کے چار ماہ بعد نفیسؔ کی وفات ہوگئی۔

www.emarsiya.com

مرثیے کے موضوعات

نمبر شمار	موضوع	بند
۱۔	تعلی	۱تا۳
۲۔	اپنا ذکر، زمانے کے گِلے	۴تا۱۰
۳۔	اس مرثیے کے آخری ہونے کا ذکر	۱۱
۴۔	بعدِ مرگ یاد رکھنے کا ذکر	۱۲،۱۳
۵۔	مدحِ اہلبیتؑ کی تعریف	۱۴تا۲۵
۶۔	رفیقانِ امام حسینؑ کی مدح	۲۶تا۳۴
۷۔	امام مہدیؑ کی عزاداری	۳۵تا۳۹
۸۔	ذکر واقعاتِ کربلا	۴۰تا۴۲
۹۔	تدفین علی اصغرؑ، رخصتِ امام حسینؑ	۴۳تا۵۴
۱۰۔	حضرت زینبؑ سے گفتگو	۵۵تا۶۳
۱۱۔	حضرت سکینہؑ سے گفتگو	۶۴تا۶۷
۱۲۔	مدحِ ذوالجناح	۶۸تا۷۷
۱۳۔	امام حسینؑ کی مدح	۷۸تا۸۱
۱۴۔	امام حسینؑ کا رجز	۸۲تا۹۸
۱۵۔	جنگ کا آغاز	۹۹تا۱۰۰
۱۶۔	جنگِ امام، مدح ذوالفقار	۱۰۱تا۱۴۰
۱۷۔	امام حسینؑ دشمنوں کے نرغے میں	۱۴۱تا۱۴۲
۱۸۔	بیکسیِ امام	۱۴۳تا۱۴۵
۱۹۔	گھوڑے سے گرنا، زخمی ہونا	۱۴۶تا۱۴۸
۲۰۔	امام اور شمر کا مکالمہ	۱۴۹تا۱۵۳
۲۱۔	سر و تن کی جدائی	۱۵۴تا۱۵۵
۲۲۔	مقطع	۱۵۶

www.emarsiya.com

مرثیہ

پھر آج جوہرِ تیغِ زباں دکھاتا ہوں ۱ پھر آج حُسنِ معانی بیاں دکھاتا ہوں
پھر آج خوبیِ طبعِ رواں دکھاتا ہوں پھر اوجِ نظمِ فصاحت نشاں دکھاتا ہوں
سخن کو پھر گلِ جنت کا رنگ ملتا ہے
پھر آج باغِ ثنائے حسینؑ کھلتا ہے

مثالِ نجم دُرِ نظم پھر چمکتے ہیں ۲ ریاضِ فکر کے گل کھل کے پھر مہکتے ہیں
پھر آج لالۂ باغِ سخن لہکتے ہیں کلامِ تازہ سے مضمونِ نو ٹپکتے ہیں
نسیم فیض رساں بار بار آتی ہے
خدا کا فضل ہوا پھر بہار آتی ہے

پھر آج ذہنِ رسا تیزیاں دکھاتا ہے ۳ گلِ کلام فرح خیزیاں دکھاتا ہے
سحابِ خامہ گُہر ریزیاں دکھاتا ہے چمن سخن کا دل آویزیاں دکھاتا ہے
شگوفہ ہائے مضامینِ آبدار نئے
تمام پھول نئے شاخِ برگ و بار نئے

اسی ریاض میں یہ زندگی بسر کی ہے ۴ نظر پڑا یہی گلشن جدھر نظر کی ہے
اسی میں شام اسی میں بسر سحر کی ہے یہی ریاضتِ جاں بخش عمر بھر کی ہے
بہارِ اوج پہ کیوں ہو نہ حُسنِ کشت مرا
یہی ہے باغ مرا اور یہی بہشت مرا

جہاں کا کام بہت سہل و مختصر جانا ۵ نہ گھر کو گھر کبھی جانا نہ زر کو زر جانا
حقیر مال کو دولت کو پُرخطر جانا قلیل زیست کو دنیا کو رہ گزر جانا
خزاں اُجاڑ دے جس کو تو وہ بہار ہے کیا
فنا جسے ہو بھلا اس کا اعتبار ہے کیا

www.emarsiya.com

نہ رہنے دے جسے پیری تو وہ جوانی کیا ۶ مکیں میں جس کی اجل ہو وہ زندگانی کیا
قریب رنج ہو جس کے وہ شادمانی کیا قرار جس کو نہ ہو کچھ وہ کامرانی کیا
وہ گنج کیا کہ وہ دام اک ذرا نہیں جس کو
وہ سلطنت ہے تو کیا ہے بقا نہیں جس کو

ثبات کس کو ہے دنیا کو جب ثبات نہیں ۷ جہاں یہ وہ ہے جہاں لذتِ حیات نہیں
بجز الم کوئی جس میں خوشی کی بات نہیں سرور جس میں ہو وہ دن نہیں وہ رات نہیں
ہر ایک گھڑی بھی ملالِ عظیم میں گذری
غرض یہ عمر عجب خوف و بیم میں گذری

جو گھر ہے چین کا بند اُس کا باب رہتا ہے ۸ کھلا ہوا درِ رنج و حساب رہتا ہے
ہر ایک روز نیا انقلاب رہتا ہے الم کا درد کا سر پر سحاب رہتا ہے
نشاط و عیش میں یہ زندگی کٹی نہ کبھی
بدن کا زور گھٹا یہ گھٹا گھٹی نہ کبھی

وہ آج خشک تھا کل جو ہرا شجر دیکھا ۹ نہالِ حسرت و ارماں کو بے ثمر دیکھا
کبھی نہ شاخِ تمنا میں برگ و بر دیکھا کبھی نہ اخترِ عشرت کو جلوہ گر دیکھا
کبھی نہ راحت اِدھر پوچھنے کو حال آئی
جب آئی سامنے تاریکی ملال آئی

جو اپنا حال ہے مخفی نہیں ہے ظاہر ہے ۱۰ وہ فصل آئی ہے جس میں کہ ذہن قاصر ہے
ہماری عمر بھی اب کوئی دم میں آخر ہے قریب کوچ ہوا رخصتِ مسافر ہے
سفر ضرور ہے اس میں کوئی کلام نہیں
ہمیشہ جس میں رہیں ہم یہ وہ مقام نہیں

بڑھا ہے ضعف تو زوروں پہ ناتوانی ہے ۱۱ جگر میں شدتِ سوز غم نہانی ہے
خموش ہونے پہ اب شمعِ زندگانی ہے وہ جوشِ طبع نہ وہ قوتِ لسانی ہے
پھر اس سے کیا ہو جو ایسا شکستہ خاطر ہو
عجب نہیں کہ جو یہ مرثیہ بھی آخر ہو

www.emarsiya.com

ہمارا حاضر و غائب میں ایک حال رہا ۱۲ نہ کچھ غرور نہ کچھ دعویٔ کمال رہا
کسی سے رنج رہا نہ کبھی ملال رہا ہمیشہ خاطرِ احباب کا خیال رہا
کبھی نہ بڑھ کے چلے نہ کسی سے رُک کے چلے
نہ سر اٹھا کے چلے جب چلے تو جھک کے چلے

یہ التماس ہے اب دوستوں کی خدمت میں ۱۳ شریک ہم بھی رہے سب کے رنج و راحت میں
نہ فرق آیا محبت میں نہ مروت میں جو ہو فراق تو بھولیں نہ ہم کو فرقت میں
دعائے خیر سے روحِ حزیں کو شاد کریں
ہمارے بعد بھی احباب ہم کو یاد کریں

وہ شے ہے کیا جسے ہے تا ابد قیام و دوام ۱۴ وہ ہے محبت آلِ رسولؐ ربِ انام
یہاں بھی آتی ہے یہ کام وہاں بھی آتی ہے کام اسی ولا میں کرے عمرِ چند روزہ تمام
اسی سے دور صدا صر صرِ خزانی ہے
یہی بہارِ گلستانِ زندگانی ہے

اسی ولا سے ہے آباد و شاد خانۂ دل ۱۵ اسی ولا سے ہے ماہ مبینِ دیں کامل
اسی ولا سے ہے قربِ رسولِؐ حق حاصل اسی ولا سے ہے شاداب گلشنِ محفل
اسی ولا سے فزوں عزّ و جاہ ہوتا ہے
اسی ولا سے بحل ہر گناہ ہوتا ہے

یہ وہ گہر ہے چمک جس کی بڑھتی جاتی ہے ۱۶ یہ نجم وہ ہے جھلک جس کی بڑھتی جاتی ہے
یہ وہ طلا ہے دمک جس کی بڑھتی جاتی ہے یہ مشک وہ ہے مہک جس کی بڑھتی جاتی ہے
خدا کی شان یہ بُو اور یہ باس ہر سو ہے
اِس ایک پھول کی دونوں جہاں میں خوشبو ہے

یہ نور وہ ہے کہ آنکھوں میں نور ہے جس سے ۱۷ یہ نور وہ ہے کہ ہر سینہ طور ہے جس سے
یہ نور وہ ہے کہ حق کا ظہور ہے جس سے یہ نور وہ ہے بطلان دور ہے جس سے
یہ روشنی نہ چمن سے عیاں نہ باغ سے ہے
تجلیِ دلِ ایماں اسی چراغ سے ہے

www.emarsiya.com

یہ وہ ولا ہے جو مفتاحِ بابِ جنت ہے ۱۸ گواہ جس پہ ہے قرآن یہ وہ آیت ہے
امیر جس سے گدا بھی ہیں یہ وہ دولت ہے جو برخلاف ہے دنیا تو کیا شکایت ہے
متاعِ حُبِّ امام زمانہ پاس تو ہے
نہیں ہے زر تو نہ ہو یہ خزانہ پاس تو ہے

یہ وہ ولا ہے کہ عقبیٰ میں جس سے عزت ہے ۱۹ حیات سے بھی سوا بعدِ مرگ راحت ہے
لحد میں جاتی ہے جو ساتھ یہ وہ دولت ہے پس از فنا بھی ہو شادی وہ اس میں لذت ہے
اسی ولا سے یہ تربت میں چین ہوتا ہے
دولہن کے پہلو میں جس طرح دولھا سوتا ہے

وہ لازوال ہے یہ مال جس سے سب ہیں غنی ۲۰ کم اس کے سامنے دنیائے بے بقاؤ دنی
ہیں سرفراز غلامانِ سرورِ مدنی نہیں کچھ ان کو شش و پنج جو ہیں پنجتنی
بہت قلیل ہے دنیائے زشت میں رہنا
اسی ولا سے ہے آٹھو بہشت میں رہنا

ہے پردہ پوش ولائے جنابِ آلِ عبا ۲۱ ردائے رحمتِ رب علا ہے یہ بخدا
کرے گا سر پہ یہی چتر حشر میں سایا اسی کے فیض سے ملبوسِ خلد ہوں گے عطا
کرم وصیِ خدا کے ولی کا ہوئے گا
ہمارے ہاتھ میں دامن علیؑ کا ہوئے گا

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وخمس و جہاد ۲۲ اسی ولا سے ہیں یہ سب قبولِ رب عباد
وصالِ حور کا باعث یہی ہے عشق وداد اسی سے پائیں گے وہ گھر کہ جس سے روح ہو شاد
اسی ولا سے ملے گا علیؑ کا ہمسایا
بزیر سایۂ طوبیٰ نبیؐ کا ہمسایا

اسی سے ہوئے گا آساں حسابِ روزِ شمار ۲۳ اسی سے ہوں گے مددگار احمدِ مختارؐ
اسی سے ہوں گے شفیع اپنے حیدر کرارؑ اسی سے ہوگا نہ کچھ حول حشر کا زنہار
قریب ہوں گے خوشی سے بھی انبساط سے بھی
اسی ولا سے گذر جائیں گے صراط سے بھی

www.emarsiya.com

اسی سے رتبۂ مداح آلِ یسیں ہے ۲۴ عروسِ نظم کا زیور ہے اور تزئیں ہے
یہ زیور اُس کو نظر آئے گا جو حق بیں ہے اس آئینہ سے عیاں جلوۂ رُخِ دیں ہے
خجل ہے جس سے قمر اس میں آب و تاب یہ ہے
غروب جو نہیں ہوتا وہ آفتاب یہ ہے

کہو کن اہلِ ولا پر ولا یہ ختم ہوئی ۲۵ کہو کن اہلِ وفا پر ولا یہ ختم ہوئی
جہاں میں کن شہداء پر ولا یہ ختم ہوئی حسینؑ کے رفقا پر ولا یہ ختم ہوئی
ولا کے ہاتھ میں ہر اک نے اپنا ہاتھ دیا
جنھوں نے مر کے بھی آقا کا اپنے ساتھ دیا

اِدھر ہے گنجِ شہیداں تو وہ جناب اُدھر ۲۶ اِدھر ہیں جمع ستارے تو ماہتاب اُدھر
اِدھر غلام ہیں آقائے لاجواب اُدھر یہ خاکسار اِدھر ابنِ بوتراب اُدھر
امامِ پاک سے یوں قرب ہو وفا وہ ہے
جو آب و گل میں سرایت کرے ولا وہ ہے

نہ سمجھے جان کو جاں ایسی جاں نثاری کی ۲۷ بہشت ہاتھ لگا جب یہ سرگزاری کی
ستونِ عشقِ شہ دیں کی پائیداری کی ہے ان شہیدوں پہ رحمت جنابِ باری کی
یہ مر کے زندہ ہیں صورت ہے نور کی حاصل
ہے اب بھی ان کو حضوری حضور کی حاصل

وجوب طاعتِ سبط رسول یہ سمجھے ۲۸ قلیل عمر کو اس دن کی طول یہ سمجھے
رضا امام کی اصلِ اصول یہ سمجھے بدن پہ زخم لگے جب تو پھول یہ سمجھے
ہر اک نے رخ پہ دمِ جنگ خوں کا غازہ کیا
مگر کنول دلِ امدادِ شہ کا تازہ کیا

عزیز وہ کہ جو شیدائے نامِ شاہ انام ۲۹ عزیز جان سے جن سب کو جانتے ہیں امام
جلیل رتبہ شناسانِ شاہِ عرش مقام ہوا جہان میں عشقِ حسینؑ ان پہ تمام
زبانِ پاک پہ اوصافِ شاہ ورد رہے
نبی کی شمع کے پروانہ وار گرد رہے

www.emarsiya.com

ہراک میں اپنے بزرگوں کے وصف سارے تھے ۳۰ علیؑ و فاطمہؑ و مصطفےٰؐ کے پیارے تھے
حَسیں تھے زیورِ عزت میں سب سنوارے تھے شرف میں اوج میں عرشِ بریں کے تارے تھے
کہیں زمانے میں ایسے ذوالاحترام نہ تھے
شریکِ نور امامت تھے گو امام نہ تھے

رفیع منزلت و ذی حشم عظیم القدر ۳۱ سپہرِ حُسن کے مہر آسمانِ قدر کے بدر
مثالِ آئینہ تھے نور سے لبالب صدر مگر عجب یہ ہوا حادثہ نیا یہ غدر
ستم سے جور سے ظلم و جفا سے قتل ہوئے
وہ کربلا میں کئی دن کے پیاسے قتل ہوئے

کن آفتوں میں شہِ کربلا کا ساتھ دیا ۳۲ عطش میں سبط رسولِؐ خدا کا ساتھ دیا
جنابِ فاطمہؑ کے دلربا کا ساتھ دیا ادا حقوق کیے بادشاہ کا ساتھ دیا
ہوئے شہید محمدؐ کے نورِ عین کے ساتھ
جہاں میں جن کا ہے ماتم بپا حسینؑ کے ساتھ

بتولِؑ پاک کی تسبیح کے تھے وہ دانے ۳۳ بجز امام کوئی ان کا قرب کیا جانے
رہیں گے حشر تک ان کی وفا کے افسانے کہ جن کے ذکر سے پُر نور تعزیت خانے
فقط ہمیں نہیں منہ آنسوؤں سے دھوتے ہیں
محمدؐ آ کے انھیں مجلسوں میں روتے ہیں

یہ وہ شہید تھے سب غازی وحَسین وسعید ۳۴ نبی کے سامنے ہوتے جوان میں ایک شہید
تو روتے اس کے لیے عمر بھر رسولِ مجید ہوا یہ روزِ دہم کربلا میں ظلمِ شدید
ہزار حیف نہ ایک ان میں خوشخصال بچا
جواں بچا نہ کوئی اور نہ خرد سال بچا

وہ غم ہے جس سے کہ خالی نہیں رہے کوئی جا ۳۵ جہاں تلک ہے زمیں ماتم ان کا ہے برپا
امامِ عصر جہاں میں، غلام ان پہ فدا وہاں بھی ہوتی ہوں یہ مجلسیں تو دور ہے کیا
جو اس مقام کی خلقت ہے روتی ہوئے گی
ضرور واں بھی عزاداری ہوتی ہوئے گی

www.emarsiya.com

بزرگ ان کے تھے پیاسے ہوئے یہ قتل جو سب ۳۶ بنے ہوں تعزیہ خانے وہاں تو کیا ہے عجب
دلوں پہ ہوئے گا طاری ملالِ رنج و تعب زباں پہ ہوگا ہر اک کی کہ ہائے ہائے غضب
بتولِ پاک کا گھر آہ بے چراغ ہوا
رسولِ حق کا قلم کربلا میں باغ ہوا

ملال ہوگا جگر بندِ مجتبیٰؑ کے لئے ۳۷ تڑپتے ہوئیں گے عباسِؑ باوفا کے لئے
بُکا ہوئیں گی ہمشکلِ مصطفیٰؐ کے لئے زیاد ہوگا غم اصغرؑ سے مہ لقا کے لئے
گلوئے خشک سے ناوک ستم کا پار ہوا
پدر کی گود میں بے جاں وہ شیر خوار ہوا

امام باڑوں میں جب ہوتے ہوں گے وہ حاضر ۳۸ تو پڑھتے ہوئیں گے منبر پہ مرثیہ ذاکر
بکا کے جوش میں غمخوار و صابر و شاکر یہ کہتے ہوں گے کہ ہَے ہَے امام کے ناصر
شہیدِ ظلم ہوئے تشنہ لب فدائے حسینؑ
وہاں بھی ہوگا یوہیں غل کہ ہائے ہائے حسینؑ

وہاں بھی ماہِ محرم میں اُٹھتے ہوں گے علم ۳۹ وہاں بھی ہوگا اسی طرح شاہ کا ماتم
ہیں اپنے جد کے عزادار قبلۂ عالم زیادہ کون ہے صاحب سے اور صاحبِ غم
یہ اشکِ خوں شہداء کے لئے بہاتے ہیں
یہ کربلا میں بھی جمعہ کی شب کو آتے ہیں

محرّرانِ کتابِ مصائب و ماتم ۴۰ دہم کا واقعہ کرتے ہیں اس طرح سے رقم
ورق الٹ گیا فوجِ حسینؑ کا جس دم امامِ پاک کی جانب کھلا صحیفۂ غم
کوئی عزیز نہ پھر ناصرِ حسینؑ رہا
بس ایک مصحفِ ناطق کا نورِ عین رہا

پسر کا جامعِ قرآں کے حال کیا ہو رقم ۴۱ ہے غم سے صفحۂ کاغذ پہ اشک ریز قلم
کتابیں ہوئیں جو شمہ لکھیں بھی صاحبِ غم بھرا ہے جس کی مصیبت سے دفترِ عالم
ہر ایک جا اسی ماتم کا غلغلہ بس ہے
یہ شش جہت غمِ سرور کا اک مسدس ہے

www.emarsiya.com

الم میں سب شہدا کے تو رو چکے سرور ۴۲ لیے ہیں ہاتھوں پہ اب لاشۂ علی اصغرؑ
گلے میں تیر ہے کُرتا گلے کے خوں سے ہے تر کھلا ہوا ہے دہن، زرد چہرۂ انور
ہے رعشہ ہاتھوں میں بچہ سنبھل نہیں سکتا
نکالتے ہیں تو ناوک نکل نہیں سکتا

جگر میں درد ہے اشکوں سے چشمِ شاہ ہے تر ۴۳ کبھی ہے آہ کبھی شکرِ خالقِ اکبر
نظر ہے سوئے فلک اور یہ سخن لب پر عطا کر اس کے بھی ماتم میں صبر اے داور
شہید ہونے کو باقی بس اب رہا ہوں میں
ثواب اس کا بھی شیعوں کو بخشتا ہوں میں

یہ کہہ کے دفن کیا اس کو بادلِ غمناک ۴۴ نبی کے چاند کا ٹکڑا نہاں ہوا تہہِ خاک
سپرد کر کے اسے سبط سیدِ لولاک خیامِ پاک کی جانب چلے گریباں چاک
زمیں پہ آنکھوں سے آنسو ٹپکتے جاتے تھے
لحد وہ ننھی سی پھر پھر کے تکتے جاتے تھے

وداع ہونے کو آئے حرم سرا میں امام ۴۵ کھڑے تھے کھولے ہوئے بال اہلبیت تمام
سروں پہ خاکِ عزا لب پہ ہر شہید کا نام وہ بین جس سے کہ ہلتے تھے آسماں کے خیام
ہوا نہ ضبطِ بکا بے قرار ہونے لگے
پکڑ کے ہاتھوں سے دل کو حسینؑ رونے لگے

کلیجہ شق ہوا ویران دیکھ کر سب گھر ۴۶ کبھی نظر کی سوئے حجرۂ علی اکبرؑ
نگاہ حجرۂ قاسمؑ پہ کی کبھی بڑھ کر نظر کی رو کے کبھی خیمۂ برادر پر
کبھی بہن کی طرف چشمِ یاس سے دیکھا
کبھی صغیر کے جھولے کو پاس سے دیکھا

مقام پیاروں کے رہنے کا دیکھ کر خالی ۴۷ جگر سے آہ بھری روئے سرورِ عالی
بہن سے کہنے لگا تب وہ خلق کا والی سحر سے ہم پہ مصیبت یہ چرخ نے ڈالی
نہ پہلے کیوں تہہِ خنجر گلا ہوا میرا
چمن اجڑ گیا پھولا پھلا ہوا میرا

www.emarsiya.com

خزاں نے لوٹ لیا فاطمہؑ کا سب گلشن ۴۸ نہ لالہ رخ ہے کوئی اب نہ کوئی غنچہ دہن
جدھر کو دیکھئے ہے تیرگیِ رنج و محن وہ چاند چھپ گئے جن سے تھا یہ مکاں روشن
بس اب حیات سے دل سیر ہوگیا زینبؑ
چراغ بجھ گئے اندھیر ہوگیا زینبؑ

بتاؤ کون سے اب دلربا کو روئیں ہم ۴۹ بپا ہو جعفرؑ و مسلمؑ کے نورِ عین کا غم
تمہارے بیٹوں کا، قاسمؑ کا یا کریں ماتم کہ اپنے بھائی کی خاطر کریں ملال و الم
کلیجہ تھام کے اکبرؑ کے واسطے روئیں
تڑپ کے یا علی اصغرؑ کے واسطے روئیں

شہید ہوگئے سب دوپہر میں سب خوشخو ۵۰ کسی کی لاش ہوئی پائمالِ فوجِ عدو
کسی دلیر کے بازو قلم ہوئے لبِ جو کوئی جگر پہ سناں کھا کے مر گیا گلرو
نہ ہو کسی پہ جو ہم پر ستم شدید ہوا
جو دودھ پیتا تھا وہ تیر سے شہید ہوا

بس اب حسینؑ کی بھی تم سبھوں سے رخصت ہے ۵۱ سفر قریب بہت ہے قلیل فرصت ہے
وہ سب شہید ہوئے اپنی اب شہادت ہے نمازِ عصر کا ہنگام وقتِ رحلت ہے
خدا کی راہ میں جانا ہے جان دینے کو
سحر سے آئی ہیں اماں ہمارے لینے کو

بتولِ حق کے حرم آؤ دیکھ لو ہم کو ۵۲ ہیں میہماں کوئی دم آؤ دیکھ لو ہم کو
سر اب یہ ہوگا قلم آؤ دیکھ لو ہم کو نہ جا کے آئیں گے ہم آؤ دیکھ لو ہم کو
نبی و فاطمہؑ کے نورِ عین سے مل لو
فراق کی یہ گھڑی ہے حسینؑ سے مل لو

جہاں میں اپنا سہارا کوئی نہیں باقی ۵۳ فدا ہو کون کہ پیارا کوئی نہیں باقی
چھپے سب آنکھوں کا تارا کوئی نہیں باقی بچانے والا ہمارا کوئی نہیں باقی
بشر کو سخت مصیبت ہے وقتِ آخر کی
اُٹھائے گا نہ کوئی لاش بھی مسافر کی

www.emarsiya.com

یہ سن کے آلِ نبیؐ میں بپا ہوا محشر ۵۴ گریں قدم پہ برادر کے زینبؑ مضطر
کہا حسینؑ نے لپٹو گلے سے اے خواہر وہ کہتی تھی کہ مجھے صبر آئے گا کیونکر
رہے نہ آپ تو بستی لٹی مدینے کی
بتاتے جایئے صورت بہن کے جینے کی

شہادتِ شہ مضطر کس آنکھ سے دیکھوں ۵۵ فراق جانِ پیمبرؐ کس آنکھ سے دیکھوں
نبیؐ کا لٹتے ہوئے گھر کس آنکھ سے دیکھوں میں اپنے بھائی کو بے کس آنکھ سے دیکھوں
سفر ہو فاطمہؑ کے نورِ عین سے پہلے
اُٹھالے تو مجھے یا رب حسینؑ سے پہلے

نہ روؤں میں اسے یہ دل ملول روئے مجھے ۵۶ نہ جائی سب شہداء کے شمول روئے مجھے
کہ نورِ چشم علیؑ و بتولؑ روئے مجھے یہ آرزو ہے کہ سبطِ رسول روئے مجھے
جہاں سے کوچ کروں زندہ چھوڑ کر سب کو
حسینؑ دفن کریں کربلا میں زینبؑ کو

کہا حسینؑ نے دل کو سنبھالو اے زینبؑ ۵۷ کہا بہن نے جگر غم سے چاک چاک ہے سب
کہا یہ شہ نے کرو صبر کی خدا سے طلب کہا بہن نے کہ طاقت نہیں ہے صبر کی اب
کہا بھلاؤ غم اے زینبِ حزیں میرا
کہا بہن نے کہ دل مانتا نہیں میرا

کہا حسینؑ نے تم صابرہ کی ہو دختر ۵۸ کہا کہ قتل ہو بھائی نہ تڑپے یہ خواہر
کہا مشیتِ باری میں کیا ہے زورِ بشر کہا کہ قید ہو بعد آپ کے یہ خستہ جگر
کہا کہ حق سے جو کچھ عہد ہے وفا نہ کروں
کہا یتیم یہ بچے ہوں میں بکا نہ کروں

کہا اسی میں ہے خوشنودیٔ خدائے انام ۵۹ کہا سپرد کسے کرتے ہیں بہن کو امام
کہا کہ سب کا جو مالک ہے خالقِ علام کہا کہ آئے جو گھر لوٹنے کو لشکرِ شام
کہا کہ شکر ہے انسب علیؑ کی جائی کو
کہا کہ پاؤں گی کیونکر میں اپنے بھائی کو

www.emarsiya.com

کہا جدا نہیں ہوتے بہن سے کیا بھائی ۶۰ کہا کہ ہائے وہ بھائی میں جس کی شیدائی
کہا کسی پہ مصیبت یہ کیا نہیں آئی کہا کسے یہ مصیبت فلک نے دکھلائی
کہا کسی سے کوئی کیا چھٹا نہ ہوئے گا
کہا کسی کا گھر ایسا لٹا نہ ہوئے گا

کہا حسینؑ نے ہر دکھ میں ہو اُسی پہ نظر ۶۱ کہا کہ سر سے مرے چھن گئی اگر چادر
کہا چھپائیو بالوں سے منہ کو اے خواہر کہا کہ بازوئے زینبؑ بندھیں رسن میں اگر
کہا کہ نار سے اُمّت کی پھر رہائی ہے
کہا کہ آپ سے تو حشر تک جدائی ہے

کہا کہ ہوتی ہے دیراب ہمیں کرو رخصت ۶۲ ہے میرے قتل پہ موقوف بخششِ اُمت
کہا کہ ہائے لُٹے گی علیؑ کی اب دولت تباہ ہوگی رسولِ الہ کی عترت
یہ گھر بھرا ہوا ویران ہونے والا تھا
اسی لئے تمہیں کیا فاطمہؑ نے پالا تھا

گلے لگا کے بہن کو چلے شہِ عالی ۶۳ سروں پہ خاکِ عزا اہلبیت نے ڈالی
ہوا حرم سے برآمد وہ خلق کا والی وہ گھر جو معدنِ رحمت تھا ہوگیا خالی
چھٹے حسینؑ تو کیونکر دلوں کو کل آئے
حرم سرا سے حرم پیٹتے نکل آئے

ہر ایک بی بی کے تھے دوش پر کھلے ہوئے بال ۶۴ بکا و نالہ و افغاں سے تھا کسی میں نہ حال
برہنہ سر تھے سکینہؑ کے ساتھ سب اطفال یہی تھا شور کہ ہَے ہَے رسولِ پاک کے لال
بچھڑ کے ہم سے شہِ مشرقین جاتے ہیں
شہید ہونے کو ہَے ہَے حسینؑ جاتے ہیں

پکارے شاہ کہ دل کو مرے نہ تڑپاؤ ۶۵ قریب فوجِ عدو ہے نہ اس طرف آؤ
بہن خدا کے لیے گھر میں سب کو لے جاؤ بزرگِ خانہ ہو تم بیکسوں کو سمجھاؤ
اگر اجل نے اماں دی تو پھر کے آتے ہیں
تمہیں خدا و محمدؐ کو سونپے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

کیے جو صبر و تسلی کے شاہِ دیں نے کلام ۶۶ گئے خیام میں سر کھولے اہلبیت تمام
مگر کھڑی رہیں ڈیوڑھی پہ زینبؑ ناکام کہا کہ ٹھہری ہو کیوں دخترِ امیرِ انام
کہا کہ دیکھ لوں جی بھر کے پھر نہ پاؤں گی
سوار ہو لیں جو حضرت تو گھر میں جاؤں گی

کہا کہ خیمہ میں جالوگی تب میں ہوں گا سوار ۶۷ بلائیں لے کے کہا خیر یہ بہن ہو نثار
گئے قریبِ فرس بادشاہِ عرش وقار رکھا رکاب میں ابنِ علیؑ نے پائے یسار
فدا قدم پہ تجلیِ شمع طور ہوئی
رکابِ حلقۂ پُرنور، چشمِ حور ہوئی

ہوئے سوار گیا دوسرا قدم جو اُدھر ۶۸ وہ ضو دکھانے لگا دیدۂ پری پیکر
نثارِ حشمت نَو رو و عینِ پیغمبر فدا ہے پائے منور پہ نورِ شمس و قمر
انہیں سے چشمِ فلک میں بھی تو اجالا ہے
جو یہ ہیں بدر تو ہر اک رکاب ہالا ہے

خدا کا نور ہیں کیونکر نہ یہ حشم پائیں ۶۹ جہاں یہ جائیں تو سب فیض دمبدم پائیں
کہے فلک کہ یہ سرتاج ہوں جو ہم پائیں ستارے آنکھوں پہ رکھیں جو یہ قدم پائیں
کہیں یہ حوریں نہ یوں آب شاد ہو کے پئیں
قدم یہ آئیں تو کوثر سے اِن کو دھو کے پئیں

لگام ہاتھ میں لی اسپِ خوش رکاب بڑھا ۷۰ سپہرِ اوجِ شجاعت کا آفتاب بڑھا
بڑھا سمندِ سبک سیر یا عقاب بڑھا قدم علیؑ کا بڑھا یا کہ وہ جناب بڑھا
فدا ہے گھیرے ہوئے بوئے گل سواری کو
ہوائے خلد چلی لے کے نورِ باری کو

دواں کمیتِ قلم ہو فرس کی مدح میں کیا ۷۱ کہ دھوپ کو کبھی سایہ نہ جس فرس کا ملا
سریع سیر کہ سرعت پہ جس کی ابر فدا وہ اس کی گرم روی آفتاب سے بھی سوا
نثار جلوۂ مہ آئینہ پہ سینہ کے
خواص پارے کا قطروں میں ہے پسینہ کے

www.emarsiya.com

ہوا ہے، صاعقہ ہے، برق ہے، چھلاوا ہے ۷۲ یہ دورۂ فلکی اس کا ایک کاوا ہے
اسی کے واسطے دروازہ اوج کا وا ہے مثالِ تیر اُڑے یہ صفت علاوا ہے
فلک پہ جاؤں یہ حال اس کے اشتیاق کا ہے
فرس نبیؐ کا قدم با قدم براق کا ہے

وہ خوش خصال ہے یہ توسنِ رسول امم ۷۳ فرس کو جو صفتیں چاہیے وہ سب ہیں بہم
سوار کی نہ خطا کی کبھی وہ نیک شیم رہِ ثواب میں رکھے جب اُس نے جھک کے قدم
مجاہدیں بھلا کیونکر اسے نہ یاد کریں
کہ سج پہ چڑھ کے امامِ زماں جہاد کریں

وہ حُسن ساز و براق اور وہ زیں کی جلوہ گری ۷۴ پری کے دوش پہ گویا پڑی ہے شالِ ذری
نہیں ہے موجِ ہوا کی بھی تاب اس کو ذری گراں سمجھتا ہے نرمیِ صرصر سحری
وغا میں دست سوار اٹھتے ہی روانہ ہے
لکیر ہاتھ کی بھی اس کو تازیانہ ہے

فزوں وہ برق سے ہے جو یہ سرعتیں پائے ۷۵ ہوا بھی تیز ہے پر کیا جو اس سے شرمائے
سوار تیر لگا کر اسے جو دوڑائے یہ اس کے آگے نکل جائے اور وہ رہ جائے
یہ کیا ہے پیکِ خیال اس کے آگے جا نہ سکے
بڑھے جو مرغِ نظر اس کی گرد پا نہ سکے

وہ جلد نرم خجل جس سے اطلس و قاقم ۷۶ کنوتیاں دو کلی گل کی، چار غنچے سم
ہے چشم نرگس شہلا تو شاخِ سنبل دم کفل و خرمنِ گل پیش دیدۂ مردم
شہسوار ہیں تختِ درندہ کہتے ہیں
اسی سبب سے اسے باغِ زندہ کہتے ہیں

رسولِؐ پاک کا رہوار بادشاہ پسند ۷۷ پلک جھپکتے ہی ہو جائے تارِ چرخ بلند
نہ دن کی روشنی میں نہ اندھیری رات میں بند اشارہ آنکھ کا بس ہے جسے یہ وہ ہے سمند
جدھر سوار کی پتلی پھری روانہ ہے
اسے تو سرمہ کی تحریر تازیانہ ہے

www.emarsiya.com

قریبِ فوج جو پہنچا سوارِ دوش رسولؐ ۷۸ فلک سے اوج دوبالا ہوا زمیں کو حصول
پڑا جو پرتوِ رخسارِ نور عینِ بتولؑ یہ سمجھے شب کو ہوا مہر کا فلک سے نزول
وہیں یہ روشنیِ نور پاک کیا پہنچی
کہ منزلوں رخ پُرنور کی ضیا پہنچی

خدا کے نور کی کیا مشت خاک سے ہو ثنا ۷۹ زیادہ وادیٔ ایمن سے بھی وہ دشت بنا
یہ نور دیکھے تو ہو دل سے محو رنج و عنا بقا جو ہے تو اسی ضو کو اور ہے سب کو فنا
مثالِ مہر ہر اک جا ظہور ہے ان کا
ہے جس سے عرش منور وہ نور ہے ان کا

علیؑ و فاطمہؑ و مصطفےٰ کا نور یہ ہیں ۸۰ یہاں کا نور بہشتِ علا کا نور یہ ہیں
نبیؐ کے چاند ہیں ارض و سما کا نور یہ ہیں خدا کے فضل سے نور خدا کا نور یہ ہیں
قدم دکھائیں تجلیِ نور صلِ علیٰ
کہاں کہاں نہیں پہنچا یہ نور صلِ علیٰ

کلیم کو جو ہوا تھا عطا یدِ بیضا ۸۱ وہ آپ کے کفِ پا میں تھی روشنی و ضیا
یہ نور حضرتِ آدم کی پشت میں ہے رہا یہ نور وہ ہے ملائک نے جس کو سجدہ کیا
نبیؐ کے نور سے رکھتا ہے اختصاص یہ نور
خدا کے نور سے مشتق ہوا ہے خاص یہ نور

اٹھا کے تیغ پکارا علیؑ کا نورِ نگاہ ۸۲ بڑھیں ادھر سے پئے جنگ افسرانِ سپاہ
کدھر ہے شمر کدھر ابنِ سعد ظلم پناہ ستم سے جس کے ہوا گھر رسولِ حق کا تباہ
شجاعت ابنِ شہ مشرقین کی دیکھے
قریب آ کے لڑائی حسینؑ کی دیکھے

بڑھا بڑھا کے قدم شام کے عرب آئیں ۸۳ ادب سے جو ہیں معرّا وہ بے ادب آئیں
جو پانی پی چکے ہوں سوئے تشنہ لب آئیں نہ ایک ایک اگر لڑ سکے تو سب آئیں
یہ پیدلوں کی صفیں کیا یہ کیا رسالے ہیں
وہ ہم ہیں لاکھوں سے تنہا جو لڑنے والے ہیں

www.emarsiya.com

مرے شرف سے ہیں آگاہ جن وانس وملک ۸۴ میں بادشاہِ زمیں ہوں تو میں ہوں تاجِ فلک
ہے میرے حکم میں جو ہے سما سے تا بہ سمک رہے گا مجھ سے ہر ایک بہر یاب حشر تلک
رواں ہے فیض کا دریا تو ایک دم سے مرے
تھمی ہے کشتیِ کون و مکاں قدم سے مرے

بتاؤ کیا تمہیں رتبے میرے نہیں معلوم ۸۵ وہ میرا گھر ہے جو ہے معدنِ جمیع علوم
وہ میں ہوں جس کے ہیں نانا پیمبرِ قیوم کہ جن کے پایۂ اعلا کی تا بہ عرش ہے دھوم
کسی کے ہاتھ یہ توقیر آئی ہو تو کہو
کسی رسولؐ نے معراج پائی ہو تو کہو

وہ میں ہوں جس کے ہیں جد فخر مرسلِ اسلاف ۸۶ وہ میں ہوں جس کے ہیں جد فتح یاب روزِ مصاف
وہ میں ہوں جس کے ہیں جد فتحیاب عبد مناف وہ میں ہوں جس کے ہیں جد آفتاب ماہ شگاف
کوئی رسول نہ احمد کی اوج تک پہنچا
زمیں پہ آپ تو اعجاز تا فلک پہنچا

دو نیم ہو کے گرا دو طرف قمر جس دم ۸۷ تو مثلِ آئینہ حیرت میں تھے بنی آدم
زہے کرامت و حکمِ شہنشہِ عالم کسی زمانہ میں یہ منزلت ہوئی ہے بہم
کسی کی قدر نہ احمد کی قدر تک پہنچی
کہ جس کی تیغ سر انگشتِ بدر تک پہنچی

وہ میں ہوں جس کا پدر سب سے افضل واعلا ۸۸ وہ میں ہوں جس کا پدر نائبِ رسول خداؐ
وہ میں ہوں جس کا پدر بدرِ آسمانِ ہدا وہ میں ہوں جس کا پدر حکمرانِ ارض وسما
نمازِ عصر کی خاطر پئے جناب پھرا
وہ چاند جس کے لئے چھپ کے آفتاب پھرا

امیرِ خلق وزیرِ رسولِ ہر دوسرا ۸۹ امام والی بیت الحرام، نورِ خدا
دلیل و رہبر و یزداں پرست و راہنما کہ جس نے کفر سے کعبہ کو کر دیا ہے صفا
گواہ جن کی بزرگی پہ ہیں سوا حد سے
علیؑ کی بت شکنی پوچھو سنگِ اسود سے

www.emarsiya.com

صفی و کعبۂ مطلوب و قبلۂ مقصود ۹۰ کفیل و محسن و ذی فیض و ذی سخا، ذیجود
وصیِ احمد ذیجاہ و خاصۂ محمود چراغِ رحمت رب، شمعِ خانہ معبود
دو چند ضو ہوئی محراب و حجرۂ در میں
یہ وہ قمر ہے جو اُترا الہ کے گھر میں

شجاع صفدر و خیبر کشا و قلعہ شکن ۹۱ دوسیف قہرِ غضب جس کی ابروؤں کی شکن
خلیلِ امت خیر الانام شاہِ زمن حبیب خالقِ اکبر کی جان و روحِ بدن
بسر کی سجدوں میں مفتونِ کردگار ایسے
ابوتراب لقب پایا خاکسار ایسے

وہ دیں پناہ کہ جس کی پناہ میں اسلام ۹۲ پیمبروں کی مدد جا کے جس نے کی وہ امام
وہ ذی مناقب و ذی رتبہ و بلند مقام کہ جس کا بعدِ محمدؐ رقم ہے عرش پہ نام
نصیب سب کو زیارت بھی ان ولی کی ہے
کہ عینِ عرش پہ تصویر اک علیؑ کی ہے

وہ اسپ افگن و غازی شجاع جس کے گواہ ۹۳ وہ تیغ زن کہ عرب جس سے مانگتے تھے پناہ
وہ صف شکن کہ جو سو توڑ دے صفِ جنگاہ وہ شیر دل کہ اسد ڈر کے بن گئے روباہ
وہ زور دو کہ دبے پہلواں جدھر آئے
وہ پُر جگر کہ دلاور نہ جس کے بر آئے

شجاعتِ اسد اللہ آج پھر دیکھو ۹۴ تلاطم صفِ جنگاہ آج پھر دیکھو
مصافِ حیدرؑ ذی جاہ آج پھر دیکھو گریز لشکرِ گمراہ آج پھر دیکھو
دمِ وغا وہی طاقت عیاں ہو زور وہی
اماں اماں کا وہی غل ہو اور شور وہی

اسی طرح سے قدم فوجِ اشقیا کے ہٹیں ۹۵ اسی طرح سے سر و پا و دست و صدر کٹیں
اسی طرح سے بڑھے خوف یہ کہ زور گھٹیں اسی طرح سے مقام آج زخمیوں سے پٹیں
جو واں تھی فتح و ظفر اب ہے میرے ساتھ وہی
وہی یہ تیغ و سپر ہے یہ دونوں ہاتھ وہی

www.emarsiya.com

اسی طرح سے ہوں نیزے قلم مثالِ قلم ۹۶ مآل ہو وہ سروں کا کہ جو مآلِ قلم
دکھائے تیغِ دوسر صف کو یوں کمالِ قلم کہ جیسے کھنچنے میں سطرِ غلط پہ حالِ قلم
یہ بہہ کے خاک پہ ہر سمت خونِ تن جائے
زمین تختہ قرطاسِ سُرخ بن جائے

کماں میں تیر کماں کش کوئی ملا نہ سکے ۹۷ زبانِ تیغ تو سو فار لب ہلا نہ سکے
کسی کو جنگ پہ رغبت کوئی دلا نہ سکے پڑے وہ ضرب کہ رستم بھی تاب لا نہ سکے
بچا کے جان لڑائی کی راہ سے بھاگو
فراریوں کی طرح رزم گاہ سے بھاگو

رجز نہ ختم ہوا تھا کہ اہلِ شام بڑھے ۹۸ لگا کے تیر سیہ رُو و تیرہ فام بڑھے
جو آگے تھے وہ ہم آورد ذال وسام بڑھے ادھر سے شاہِ امم کھینچ کر حسام بڑھے
صفوں کی خاک اُڑاتی ہوائے فوت چلی
اِدھر سے فتح چلی اُس طرف سے موت چلی

چلی جو سیفِ دوسر سر زمیں پہ گرنے لگے ۹۹ دو نیم ہو ہو کے پیکر زمیں پہ گرنے لگے
جو زندہ پیل تھے مر کر زمیں پہ گرنے لگے گلے جو کٹ گئے خود سر زمیں پہ گرنے لگے
قریب والوں کو ضربت گرائے دیتی تھی
جو دور تھے انھیں دہشت گرائے دیتی تھی

بڑے بڑے دمِ پیکار نابکار گرے ۱۰۰ جو نامدار عرب تھے وہ نامدار گرے
کہیں پیادے گرے اور کہیں سوار گرے اِدھر کو آٹھ گرے اُس طرف کو چار گرے
غبار اس کے بھی دل کا نکلتا جاتا تھا
گرے ہوؤں کے فرس تن کچلتا جاتا تھا

وہ فوج بچنے کی تدبیر و چارہ کرتی تھی ۱۰۱ یہ تیغ لاشے گرا کر نظارہ کرتی تھی
کسی کو چار کسی کو دو پارہ کرتی تھی یہ بار بار اجل سے اشارہ کرتی تھی
شریک میں ہوں تری تو شریک میری ہے
ہے ان کا خوں مرے حصہ کا جان تیری ہے

www.emarsiya.com

زمیں پہ لاشوں کی کثرت زیادہ کرتی تھی ۱۰۲ رواں سقر کو سوار اور پیادہ کرتی تھی
وغا میں شاد دلِ شاہزادہ کرتی تھی مٹا دوں سب کو یہ ہر دم ارادہ کرتی تھی
بنی تھی جلوۂ حق دہر میں دکھانے کو
فلک سے آئی تھی باطل کے وہ مٹانے کو

سروں پہ لشکرِ دشمن کے بار بار گری ۱۰۳ جو تھی وہ پنجتنی پانچ پانچ بار گری
گرانے جسم کو جب بے شمار بار گری ہزار بار اٹھی اور ہزار بار گری
قسم جو کھائی تھی اس نے اماں نہ دینے کی
اجل کو بار نہ ملتی تھی جان لینے کی

برش دکھا کے زیادہ چمکتی جاتی تھی ۱۰۴ ہر اک کو دیدۂ جوہر سے تکتی جاتی تھی
مثالِ شعلۂ سرکش لپکتی جاتی تھی خدا کے قہر کی آتش بھڑکتی جاتی تھی
نفاق وکفر کے جل جل کے خاک ڈھیرے ہوئے
بس ایک آگ تھی سب ناریوں کو گھیرے ہوئے

علیؑ کا لال تھا سرگرمِ کار زار اُدھر ۱۰۵ اِدھر شکست عیاں فتح کی بہار اُدھر
اِدھر شغال تھے ضرغامِ کردگار اُدھر اِدھر تھے ہاتھ رکے، وار پر تھے وار اُدھر
اِدھر اُدھر کوئی دونوں میں آس پاس نہ تھا
اُدھر حواس نہ تھے اِس طرف ہراس نہ تھا

اِدھر تھا عاشقِ حق، دشمن الٰہ اُدھر ۱۰۶ پناہِ رب میں یہ تھے اور نہ تھی پناہ اُدھر
اِدھر تھا راہ نما، باطلوں کی راہ ادھر اِدھر تھا ماہِ جبیں زشت رو سیاہ اُدھر
اٹھے تھے پاؤں اِدھر بس مگر نہ چلتا تھا
ثبات آنکھوں کو ان کے قدم پہ ملتا تھا

مثالِ شیر کبھی اُس طرف تھے گاہ اُدھر ۱۰۷ کبھی نگاہ اِدھر تھی کبھی نگاہ اُدھر
اِدھر تھا جوشِ وغا حالتیں تباہ اُدھر اِدھر تھا غیظ تو لرزاں تھے کینہ خواہ اُدھر
اِدھر سے بڑھتے تھے حضرت وہ بڑھ نہ سکتے تھے
اُدھر تھا نعرۂ شیرانہ وہ دبکتے تھے

www.emarsiya.com

وہ گورے ہاتھ کی گردش وہ ذوالفقار کی ضو ۱۰۸ کہ جس کے عکس سے مٹی تھا جلوۂ مہ نو
وہ حُسنِ راکبِ دوشِ رسول کا پرتو وہ ذوالجناح کی چل پھر وہ خوبیِ تگ و دو
جہاد پھر ہو نہ کس طرح آشکار ایسا
حسام ایسی فرس ایسا شہسوار ایسا

عیاں تھی رخ سے شہِ ذوالفقار کی صورت ۱۰۹ نظر میں پھرتی تھی دلدل سوار کی صورت
بنا تھا شیر یہ تھی راہوار کی صورت بگڑ گئی تھی اُدھر کار زار کی صورت
چھپا ہے ڈھال میں رخ اس کا دیکھئے جس کو
ہزاروں کٹ گئے چہرے دکھائیں منہ کس کو

زمین ہل رہی تھی رخش کے طراروں سے ۱۱۰ سوار گرتے تھے ہل چل میں راہواروں سے
مقامِ جنگ چھٹا ایسے نام داروں سے بجز گریز نہ کچھ بن پڑا ہزاروں سے
سوار پیچھے فرس آگے بھاگے جاتے تھے
یہ تازہ ڈر تھا کہ تازی بھی بھاگے جاتے تھے

مع خدنگ کمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے تھے ۱۱۱ علم قلم تھے نشانوں کے ٹکڑے ٹکڑے تھے
فرس کے ساتھ عنانوں کے ٹکڑے ٹکڑے تھے بروئے خاک سنانوں کے ٹکڑے ٹکڑے تھے
ہر ایک نیزے کی بھی لخت لخت گرہیں تھیں
کڑی کڑی تھی جدا تار تار زرہیں تھیں

چہار آئینہ آٹھ آٹھ ایک وار میں تھے ۱۱۲ تن ان کے دو تھے جو یکتا جری ہزار میں تھے
جو اہلِ نار تھے دوزخ کے وہ کنار میں تھے جو سر اٹھائے تھے وہ پست گیرودار میں تھے
جو ساتھ والے تھے دہشت سے وہ بھی ساتھ نہ تھے
جو تیز دست تھے ان کے تنوں پہ ہاتھ نہ تھے

وہ ضربِ تیغ پیاپے وہ خوفِ لشکرِ کیں ۱۱۳ اُدھر فلک تو اِدھر تھر تھرا رہی تھی زمیں
جب اٹھتی جنگ میں انگشت صارمِ شہ دیں تو کانپ جاتا تھا چوتھے فلک پہ مہرِ مبیں
یہ ڈر تھا ہیں یہ قوی سید البشر کی طرح
کہیں دو نیم نہ ہو جاؤں میں قمر کی طرح

www.emarsiya.com

جدھر جلال میں شبیرؑ خوشخصال آئے ۱۱۴ یہ سمجھے سب کہ ادھر شیرِ ذوالجلال آئے
قریں جو تیغ زنوں کے دمِ جدال آئے تو ساتھ جانوں کے اک اک کا بل نکال لائے
نہ سرکشی وہ رہی اور نہ آن بان رہی
نہ سر رہے نہ وہ غرّہ رہا نہ جان رہی

وہ حملۂ خلفِ ضیغمِ خدائے مجید ۱۱۵ وہ تیغِ تیز اصالت میں جو کہ فردِ وحید
اِدھر ظفر تو اُدھر ہے شکستِ فوجِ یزید کسی کے سر پہ وغا میں پڑی جو ضربِ شدید
نکل کے روح چلی نار میں ہوا کی طرح
غرور خوف سے بھاگا گریز پا کی طرح

بڑے جو فوج میں صفدر تھے صفدری بھولے ۱۱۶ جو روم و شام کے خودسر تھے خودسری بھولے
وغا کے رنگ کو لشکر میں لشکری بھولے جو شہسوار تھے بھگدڑ میں بھگدڑی بھولے
جو تیز کی تھی دمِ جنگ وہ جھری نہ رہی
بہادروں کی بھی مٹ کر بہادری نہ رہی

گڑے جو ظلم کے جھنڈے اکھڑ اکھڑ کے گرے ۱۱۷ مکاں جو کفر کے تھے وہ اجڑ اجڑ کے گرے
سنور سنور کے بڑھے تھے بگڑ بگڑ کے گرے کیا جو سرد اجل نے اکڑ اکڑ کے گرے
اُدھر تو موت نے ٹھنڈا دمِ نبرد کیا
اِدھر حسام کے پانی نے اور سرد کیا

وہ تیغ جب سوئے فوجِ زبوں صفات آئی ۱۱۸ یہ شور اُٹھا کہ وہ غارت گرِ حیات آئی
بزیرِ تیغِ دودم عمرِ بے ثبات آئی تنوں سے جان چلی ساعتِ ممات آئی
ہر ایک وار میں سر تن سے بیست بیست کٹے
رگیں گلوں کی نہیں رشتہ ہائے زیست کٹے

بڑھے جب آپ پئے جنگ آستیں اُلٹے ۱۱۹ قریب تھا کہ ورق کی طرح زمیں اُلٹے
اِدھر کو جان کے ڈر سے ہٹے لعیں اُلٹے کہیں تھے پشت کے بھل مردے اور کہیں اُلٹے
الٹتے ایسا کبھی ملکِ جاں نہیں دیکھا
یہ انقلاب تہہِ آسماں نہیں دیکھا

www.emarsiya.com

بدل گیا تھا لڑائی کا رنگ لشکر میں ۱۲۰ نہ ناب تیغوں میں تھی اور آبِ خنجر میں
نہ ہاتھ تن پہ نہ دستانے دستِ خودسر میں زرہ نہ جسم میں نہ چار آئینہ بر میں
وغا میں باغیوں کے رخ وغا سے مڑ گئے تھے
یہ گُل کھلا تھا کہ ڈھالوں کے پھول اُڑ گئے تھے

نشانہ تیرِ قضا کا کمانوں والے تھے ۱۲۱ بچے تھے جو انھیں جانوں کے اپنے لالے تھے
نہال قد تھے جہاں واں لہو کے تھالے تھے زمیں پہ کاسۂ سرخوں بھرے پیالے تھے
جہات ختم تھی دورے تمام عمر کے تھے
چھلک رہے تھے کہ لبریز جام عمر کے تھے

سوا تھا جن کو لڑائی کا جوش بھاگتے تھے ۱۲۲ چھپائے چہروں کو فولاد پوش بھاگتے تھے
یلانِ لشکرِ محشر خروش بھاگتے تھے سپاہیانِ صفِ بادہ نوش بھاگتے تھے
شغال طینت و روبہ خصال کیا ٹھہریں
ہرن ہوں نشہ تو آہو فعال کیا ٹھہریں

پڑے تھے ساحر و کذّاب موت کے پالے ۱۲۳ قریب تھا کہ یہ تیغ ایک ایک کو کھالے
کھڑے تھے دور فسوں ساز گردنیں ڈالے گرے وہ جو کہ بتوں کے تھے پوجنے والے
فسوں گروں کی ہوئی یوں فسوں گری باطل
کہ جس طرح سے ہوا سحرِ سامری باطل

قلم تھے شانوں سے ہاتھ اُن کے نیزہ باز جو تھے ۱۲۴ وہ پائمالِ ہزیمت تھے سرفراز جو تھے
ہوئے خفیف وغا باز حیلہ ساز جو تھے زباں نکالے پڑے تھے زباں دراز جو تھے
یہ ذلتیں سگِ دنیا یوہیں اٹھاتے ہیں
دہن دریدہ اسی طرح منہ کی کھاتے ہیں

کسی کے فرق پہ مغفر تھا اور نہ دوش پہ ڈھال ۱۲۵ خمیدہ گردنیں لغزش میں پاؤں جسم نڈھال
اٹھی تھی گرد کہ تھا زلزلہ میں دشتِ قتال بنے تھے خاک کے پتلے تمام بدافعال
ہوا تھا حال یہ زندوں کا سارے لشکر میں
کہ جیسے اٹھیں گے مُردے لحد سے محشر میں

www.emarsiya.com

زہے جدالِ جگر بند بادشاہِ عرب ۱۲۶ علیؑ کی جنگ کا لڑنے میں رنگ ڈھنگ تھا سب
وہی تھا رعب وہی دبدبہ وہی تھا غضب یہ غل تھا فوج میں ہر سو بغور دیکھ لو اب
بتاؤ کون سے یہ قلعہ گیر لڑتے ہیں
حسینؑ ہیں کہ جنابِ امیرؑ لڑتے ہیں

یہ پائمالیِ فوج اور یہ زبردستی ۱۲۷ کہ اوج فوجِ یزیدی ہے مائلِ پستی
تمام لٹ رہی ہے آج زیست کی بستی نکل چلو کہ فنا اب ہے درپئے ہستی
کہاں کا خلعت و زر جب رہے نہ ہم باقی
نہ اب ہے جان میں جاں اور نہ دم میں دم باقی

کبھی تھے بیچ میں لشکر کے قبلۂ دو جہاں ۱۲۸ کبھی تھے فوج کے اُس پار گہہ اِدھر تھے عیاں
کبھی سواروں کے تھے غول میں اٹھا کے عناں کبھی پیادوں کے سر پر تھے مثلِ شیرِ ژیاں
ہر اک پرے میں جسے دیکھو خوں میں وہ تر تھا
تتر بتر تھیں صفیں پائمال لشکر تھا

اُلٹ کے میمنہ گہہ سوئے میسرا پہنچے ۱۲۹ کبھی یہ صف کبھی وہ توڑ کر پرا پہنچے
سوئے جناح کبھی شاہِ لافتا پہنچے گرا کے سر پسرِ سید الورا پہنچے
اِدھر اُدھر کبھی گھوڑے کو پھیر لیتے تھے
کبھی سپاہ کو کاوے میں گھیر لیتے تھے

کبھی تھے شیر سے خشکی میں گہہ ترائی میں ۱۳۰ کمی نہ زور میں نہ ہاتھ کی صفائی میں
نہ فرق تھا جسد و فرق کی جدائی میں علیؑ کی طرح تھے بپھرے ہوئے لڑائی میں
یہ غل تھا صید کی خاطر دلیر پھرتا تھا
ہٹو بچو کہ غضب ناک شیر پھرتا تھا

حواس باختہ پھرتا تھا میرِ لشکرِ شام ۱۳۱ پناہ کی نہ کہیں جا نہ امن کا تھا مقام
ہوائے تند فنا کر رہی تھی کام تمام اکھڑ گئیں تھیں قناتیں تو گر رہے تھے خیام
نہ قبل کا تھا سراچہ کوئی نہ بعد کا تھا
نہ خیمہ شمر کا باقی نہ ابنِ سعد کا تھا

www.emarsiya.com

پڑی ہوئی تھی خرابی میں فوجِ خانہ خراب ۱۳۲ کھلا ہوا تھا درِ موت بند امن کا باب
پڑی تھی خاک پہ ٹوٹی ہوئی ہر ایک طناب سلامی ہو ہو کے چوبیں بھی دے رہی تھیں جواب
عمودِ فتح جو بحرِ شکست تل گئے تھے
نیا تھا پیچ کہ بل رسیّوں کے کھل گئے تھے

غبارِ سرخِ لہو سے تھی لالہ رنگ زمیں ۱۳۳ ہوئی تھی لاشوں کی افراط سے یہ تنگ زمیں
اُدھر فلک متحیر اِدھر تھی دنگ زمیں زمانہ خوف میں دہشت میں وقتِ جنگ زمیں
جگر ہلاتی تھی جب اس جناب کی آواز
زمیں سے آتی تھی یا بوتراب کی آواز

وغا سے اک تنِ تنہا کی تھا یہ حشر بپا ۱۳۴ تمام فوج پریشاں پرے تھے سب پسپا
اٹھائے تھے پئے زنہار ہاتھ اہلِ جفا بلند چار طرف تھی اماں اماں کی صدا
شریر واسطہ جب مصطفیؐ کا دیتے تھے
حسینؑ ہاتھ لڑائی سے روک لیتے تھے

اگر ہے جنگ سے عاجز سپاہِ بے ایماں ۱۳۵ تو اب لڑے گا نہ تم سے غریب تشنہ دہاں
مجھے یقیں ہے کہ تم سب ہو میرے درپئے جاں اماں حسینؑ نے دی تم نہ دو گے ہم کو اماں
ہر ایک دشمنِ دیں خوں بہانے آئے گا
ہمارے قتل سے کوئی نہ ہاتھ اُٹھائے گا

مجھے تو اپنی شہادت ہے آج خود منظور ۱۳۶ نہیں تو کیا ہیں یہ فوجیں یہ لشکرِ مقہور
بڑھو شہید کرو مجھ کو بے خطا و قصور قریب وہ بھی اب آئیں کھڑے ہوئے ہیں جو دور
وغا تو دیکھ چکے خوں میں اب بھرو یارو
ہمارے صبر کا بھی امتحاں کرو یارو

یہ سن کے شمر و بنِ سعد فوج لے کر بڑھا ۱۳۷ یقیں ہوا کہ لڑیں گے نہ اب امامِ ہدا
قریب آ گیا تنہا کے لشکرِ اعدا بس اب بکا پہ ہوں آمادہ صاحبانِ عزا
ہوا پہ جن تو ملک آسماں پہ روتے ہیں
تمہارے مالک و آقا شہید ہوتے ہیں

www.emarsiya.com

فرس یہ کہتا ہے پھر کیجئے علم تلوار ۱۳۸ یہ سب حضور کے دُشمن ہیں یا شہِ ابرار
یہ تیغ کہتی ہے پھر بڑھیے چھیڑ کر تلوار حسینؑ کہتے ہیں امت پہ اب میں ہوں گا نثار
تڑپ رہا ہوں میں نانا کے پاس جانے کو
گلا کٹاؤں گا شیعوں کے بخشوانے کو

نہیں ہے اب مجھے حکمِ جہاد اے رہوار ۱۳۹ لڑائی ختم ہے اے تیغِ حیدر کرار
سپاہِ ظلم سے بچنا مرا ہے اب دشوار کوئی گھڑی میں ہے یہ حلق اور چھری کی دھار
ستم سے بعدِ فنا بھی نہ باز آئیں گے
ہماری لاش بھی گھوڑوں سے روندوائیں گے

یہ ذکر تھا کہ شہنشاہِ دیں کو گھیر لیا ۱۴۰ ستمگروں نے غریب و حزیں کو گھیر لیا
سحابِ ظلم نے مہرِ مبیں کو گھیر لیا نبی و فاطمہؑ کے مہ جبیں کو گھیر لیا
حسام و خنجرِ کیں میان سے نکلنے لگے
تنِ ضعیف پہ نیزوں کے وار چلنے لگے

ہزار حیف یہ ظلم اور مصطفیٰ کا پسر ۱۴۱ برابر آتے ہیں تیروں پہ تیر ادھر سے اُدھر
وہ دونوں پھول سے بازو ہیں اور تیر و تبر وہ نوکیں برچھیوں کی اور علیؑ کا لختِ جگر
وہ سینہ چاند سا سب چھن گیا ہے تیروں سے
قمیصِ جسم زرہ بن گیا ہے تیروں سے

ہجوم فوج کا امت کے خیر خواہ پہ ہے ۱۴۲ یہ نرغہ اور یہ جفا ایک بے گناہ پہ ہے
وفورِ ابرِ ستم دینِ حق کے ماہ پہ ہے یہ جور دلبر پیغمبرؐ آلہ پہ ہے
غضب ہے تیغوں پہ تیغوں کے وار پڑتے ہیں
سناں کے زخموں پہ آ آ کے تیر گڑتے ہیں

عمامہ سر پہ گلابی جو ہے وہ خوں سے ہے لال ۱۴۳ ہے چاک تیغوں سے پوشاکِ شاہ نیک خصال
جراحتوں کی ہے کثرت سے جسمِ پاک نڈھال فرس سے گرنے پہ ہے احمدؐ و بتولؑ کا لال
گلے میں تیر ہیں رک رک کے سانس آتی ہے
لہو تو گھٹتا ہے اور پیاس بڑھتی جاتی ہے

www.emarsiya.com

طلب جو کرتے ہیں پانی امامِ جن و بشر ۱۴۴ تو شمر کہتا ہے قطرہ نہ دیں گے اے سرور
حسینؑ کہتے ہیں یہ جانبِ نجف مڑ کر مدد غلام کی اب کیجے ساقیِ کوثر
سنان و تیغ کو میرے لہو میں بھرتے ہیں
اب آیئے مجھے پیاسا یہ قتل کرتے ہیں

یہ کہہ کے آیا جو غش سرورِ انام گرے ۱۴۵ زمینِ گرم پہ سلطانِ خاص و عام گرے
ملا نہ پانی کا اک جام تشنہ کام گرے جو وقتِ عصر وہ تھا قبلہ رو امام گرے
یہ شوق بندگیِ ذات کبریا کیلئے
زمیں پہ رکھ دی جبیں سجدۂ خدا کیلئے

ادا نہ کرنے دیا شہ کو سجدۂ باری ۱۴۶ قریب نورِ الٰہی کے آ گئے ناری
کسی نے تیغِ ستم فرقِ پاک پر ماری پھر آپ کے سرِ اقدس سے خوں ہوا جاری
اک آہ کر کے شہِ مشرقین اُٹھ بیٹھے
پکڑ کے بس سرِ زخمی حسینؑ اُٹھ بیٹھے

بنِ نمیر نے مارا جو پشت پر بھالا ۱۴۷ گرے زمین پہ سینہ کے بھل شہِ والا
کجا یہ ظلم کجا وہ رسول کا پالا تڑپ کے رہ گیا زہراؑ کا گیسوؤں والا
یہ دکھ پہ دکھ ہوئے زخمی کو بھوکے پیاسے کو
غش آ گیا شہِ لولاک کے نواسے کو

بس اب حسینؑ کے غم خوار پیٹیں سینہ و سر ۱۴۸ قریبِ قبلۂ دیں قاتل آ گیا بڑھ کر
شقی نے دی وہ اذیت کہ چونک اٹھے سرور یہ آنکھیں کھول کے بولا علیؑ کا نورِ نظر
یہ سینہ زخمی ہے سب درد بھی زیادہ ہے
بتا دے کس لئے آیا ہے کیا ارادہ ہے

کہا لعیں نے یہ تیغ اور آپ کا ہے گلا ۱۴۹ کہا حسینؑ نے میں کون ہوں یہ پہلے بتا
کہا کہ آپ ہیں نور نگاہِ خیر ورا پدر علیؑ ولی ماں ہیں فاطمہؑ زہرا
کہا رسولؐ سے تو نہ خدا سے ڈرتا ہے
یہ جانتا ہے تو کیوں مجھ پہ ظلم کرتا ہے

www.emarsiya.com

بتا یہ کون سی ساعت ہے اور وقت ہے کیا ۱۵۰ نمازِ عصر کا یہ وقت ہے شقی نے کہا
کہا امام نے دن کون سا ہے یہ بتلا یہ روز جمعہ ہے وہ بے حیا یہ کہنے لگا
کہا یہ وقت ہے ایذا و غم رسانی کا
کہ ہے یہ وقت خطیبوں کی خطبہ خوانی کا

تو ایسے وقت میں کرتا ہے یہ گناہِ عظیم ۱۵۱ جدا کرے گا سرِ دلبر رسولؐ کریم
خدا نہ بخشے تجھے او ستم شعار لئیم یہ سن کے غیض میں آیا وہ بدخصال و رجیم
کہا کہ باز نہ آؤں گا اپنے کینے سے
بس اب نہ اتروں گا سبطِ نبی کے سینے سے

کہا حسینؑ نے دو دن سے ہوں میں تشنہ جگر ۱۵۲ پلا دے تھوڑا سا پانی مجھے تو کاٹ یہ سر
جواب کچھ نہ دیا اُس نے یہ سخن سن کر کیا جو ظلم سمجھ جائیں عاشقِ سرور
کوئی ستم نہ ستمگار نے اٹھا رکھا
رسولؐ چومتے تھے جس کو اُس پہ کیا رکھا

کجا وہ گُل سا گلا اور جفائے بدافعال ۱۵۳ ادب کی جا ہے کہوں کیا وہ قہر کا احوال
جو نرم دل ہیں نہ وہ سن سکیں گے سخت یہ حال بس اتنا کہتا ہے ذاکر بصد فغان و ملال
نبیؐ و فاطمہؑ کے نورِ عین کو مارا
یہی بہت ہے کہ پیاسا حسینؑ کو مارا

بجا سپاہِ ستمگر میں طبلِ فتح و ظفر ۱۵۴ اٹھا کے ہاتھ پکارا یہ قاتلِ سرور
بس اب یزید کی سب فوج کھول ڈالے کمر لڑائی سر ہوئی لو دیکھ لو امام کا سر
بڑھو لباسِ تن شاہِ بحر و بر لوٹو
خیام چل کے جلا دو نبیؐ کا گھر لوٹو

اُدھر تو خانۂ دیں کا چراغ ہوگیا گُل ۱۵۵ حرم سے نکلے اِدھر اہلبیتِ ختم رُسل
نفیسؔ بس کہ ہے آہ و بکا کا بزم میں غُل چلے ہیں لاش پہ ناموسِ قبلۂ جزو کُل
کھلے ہیں بال گریبان چاک ہیں سب کے
کلیجے پھٹتے ہیں سُن سُن کے بین زینبؑ کے